جب رن میں حسین اصغرِ بے شیر کو لائے
لختِ جگرِ بانوئے دلگیر کو لائے
جلادوں میں اس صاحبِ توقیر کو لائے
ہاتھوں پہ دھرے چاند سی تصویر کو لائے

غُل پڑ گیا دیکھو شہِ والا کے پسر کو
خورشید نے ہاتھوں پہ اُٹھایا ہے قمر کو

اعداء کو دکھاتے ہے منہ اس کا شہ خوشخو
میدان میں تجلی ہے مہ و مہر کی ہر سو
جاری ہے ہر اک صاحبِ اولاد کے آنسو
کھولے ہیں دہن مثلِ صدف اصغرِ مہ رو

پیاسا ہے پسر اشکوں سے منہ دھوتے ہیں شبیر
بچے کے طرف تکتے ہے اور روتے ہیں شبیر

شبیر نے اُس چاند کو ہاتھوں پہ اٹھایا
چلے سے کماندار نے وان تیر ملایا
خم ہو کے اسے مثلِ کمان شہ نے بچایا
مانند اجل ناوکِ ظلم و ستم آیا

شبیر چُھپاتے رہے نازوں کے پلے کو
بازوں پہ لگا توڑ کے ننھے سے گلے کو

مچھلي سا جو ھاتھوں پہ تڑپتا تھا وہ بے شیر
بے تاب تھے بچے کو لئے حضرۃ شبیر
جب خوں نہ ھوا بند گلے سے کسي تدبیر
چلو سے لگے پھینکنے سوئے فلک پیر

اس خون کو ملک لیگئے افلاک کے اوپر
لکھا ھے کہ قطرہ نہ گرا خاک کے اوپر

جب تیر کو معصوم کي گردن سے نکالا
دنیا سے سفر کر گیا وہ ھنسلیوں والا
چلا کے عجب درد سے روئے شہ والا
نزدیک تھا ھوجائے کلیجہ تہ و بالا

غُل تھا کہ اب امۃ کا نگھبان علي ھے
فریاد کو زھراء طرف عرش چلي ھے

شہ لاش کو ھاتھوں پہ اٹھا کر یہ پکارے
اے بار خدا خلق سے اصغر بھي سدھارے
صد شکر کہ تونے میرے سب کام سنوارے
کچھ اور پئے نذر نہ تھا پاس ھمارے

یہ ھے پسر صاحب معراج کا ھدیہ
مقبول ھو اس بندہء محتاج کا ھدیہ

فرمایا کہ اے خاک امانة سے خبردار
بانوئے دل افگار کي دولة سے خبردار
لخت جگر شاہ ولایة سے خبردار
اس بندہء بیکس کي بضاعة سے خبردار

یہ گوهر نایاب هے پاکیزہ صدف کا
سونپا هے تجهے میں نے نگیں در نجف کا

مُڑکے شہ والا نے جو دیکها تو یہ دیکها
اك حشر مزار علي اصغر پہ هے برپا
سر کهولے هوئے پیٹتي هے دختر زهراء
کهتي هے سکینة میرے بهیا میرے بهیا

بانوئے حزیں چاك گریباں کئے هیں
چهاتي کے تلے ننهي سي تربة کو لئے هیں

چلاتي هے اصغر مجهے آواز سناؤ
تربة میں اندهیرا هے میري گود میں آؤ
قربان گئي ننهے سے هاتهوں کو اٹهاؤ
مرجائیگي ماں خاك سے منه کو نہ چهپاؤ

تها میں نے توسط شہ لولاك کو سونپا
شبیر نے حالانکے تمهیں خاك کو سونپا